

اخلاق کی اخلاقی حس کو کیسا کند کر دیا ہے کہ ایسی ایسی صریح سکارتاں تائیں ملی اعلان کی جاتی ہیں اور کسی کو ان کے اندر نہ شرم محسوس ہوتی ہے اور نہ کوئی ان کے گھناؤنے پن کو محسوس کرتا ہے۔ کون صاحب عقل و تمیز آدمی، جو عدل کے معنی کا ذرہ برابر شعور رکھتا ہو، یہ تصور کر سکتا ہے کہ جنگ کا ایک فریق عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر دوسرے فریق کے ساتھ واقعی انصاف کر سکے گا؟ — اگر انفرادی زندگی میں کسی مقدمہ کا ایک فریق دوسرے فریق کے لیے جج نہیں بن سکتا تو قومی زندگی میں آخر ایک فریق جنگ دوسرے فریق جنگ کے لیے جج کیسے بن سکتا ہے؟ آپ پوچھتے ہیں کہ اسلام کا اس معاملہ میں کیا حکم ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اسلام اس قسم کے کر کو کمر ہی بھتا ہے۔ اس کے نقطہ نظر سے تمام وہ لوگ جو فریقین جنگ میں سے ایک دوسرے کے ہاتھ آئیں، اسیر جنگ ہیں اور اسیران جنگ کے متعلق اسلام کے احکام جو کچھ ہیں وہ واضح طور پر میں اپنی کتاب ”الجماد فی الاسلام“ میں بیان کر چکا ہوں۔ لڑائی کے بعد عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر مجرم کی حیثیت کا دشمن کو بلانا اور اس کا فیصلہ کرنے کے لیے خود میٹھ جانا بہت بڑے پیمانہ کی اخلاقی بے حیائی چاہتا ہے اور اسلام وہ دین ہے جو حیا، کوھن شعبہ اخلاق ہی نہیں، بلکہ شعبہ ایمان قرار دیتا ہے۔

میدان جنگ میں فوجہ گری کے انتظام اور اسلام

سوال :- آج کل جنگ میں جاں سپاہیوں کو وطن سے ہزاروں میل دور جانا پڑتا ہے اور ان کی داپسی کم از کم دو سال سے پہلے جنگ ہو جاتی ہے، سوشل قباحتیں شذوذ وغیرہ کا پھیل جانا لازمی ہے کیونکہ جنگ کے جذبہ کی بیداری کے ساتھ تمام جذبات مغلی بھی جھوک اٹھتے ہیں۔ اس چیز کو روکنے کے لیے یا قابو میں لانے کے لیے فوجیوں کے لیے رجسٹرڈ زنیائیں ہم پہنچانے کی اسکیم پر عمل ہو رہا ہے اور ان کے دلوں کو خوش رکھنے کے لیے (W.A.C.I) دفتر میں ملازم رکھی جا رہی ہیں۔ یہ دونوں صورتیں قابل نفیر ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ ان کی تردید کے بعد اسلام اس عقدہ کے حل کا کیا طریق بتاتا ہے۔ کینزوں کا سسٹم کس حد تک اس قباحت کا ازالہ کر سکتا ہے اور کیا وہ بھی ایک طرح کی جائز کردہ فوجہ گری (Prostitution) نہیں ہے؟

جواب :- آپ کے دوسرے سوال میں ایک پیچیدگی ہے جسے شاید اپنے اپنا سوال تحریر کرتے وقت محسوس نہیں کیا۔ آپ جس سلسلہ کا حل دریافت کرنا چاہتے ہیں اس میں آپ کے پیش نظر تو ہیں موجودہ زمانہ کی فوجیں اور ان کی ضروریات، لیکن اس کا حل چاہتے ہیں آپ اسلام سے۔ حالانکہ اسلام جن فوجوں کی ضروریات کا ذمہ لیتا ہے وہ اس کی اپنی فوجیں ہیں نہ کہ فساد و فجار اور جابرہ کی فوجیں۔

موجودہ زمانہ کی فوجوں کا حال یہ ہے کہ انھیں محض رٹنے کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور جو سلطنتیں ان کو تیار کرتی ہیں، خود ان کے پیش نظر بھی کوئی پاکیزہ اخلاقی نصب العین نہیں ہوتا۔ اگر وہ اپنی قومی فوج تیار کرتی ہیں تو ان کے اندر صرف اخلاقیات پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں جو قوم کا جھنڈا بلند کرنے اور بلند رکھنے کے لیے درکار ہیں، اور ظاہر ہے کہ ان اخلاقیات میں طہارت اخلاق کے عنصر کا کوئی مقام نہیں ہے — اور اگر وہ اپنی محکوم قوموں میں سے اپنی اغراض کے لیے فوجیں تیار کرتی ہیں تو انھیں صرف اس اخلاق کی تربیت دیتی ہیں جو پالتو شکاری کتوں میں پیدا کیا جاتا ہے (یعنی یہ کروٹی دینے والے کے وفادار رہیں اور شکار اس کے لیے مار

ذکر اپنے لیے) اس کے سوا کسی دوسرے اخلاق کی اہمیت سرے سے ان مذہب "قوموں میں ہے ہی نہیں اور زنا، شراب، جوا اور دھرم کی قسم کی بد اخلاقیات تو نیچے سے لے کر اونچے طبقوں تک خود ان کے اندر پھیلی ہوئی ہیں۔ نیز جبکہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر ہی یہ ہے کہ بعیش کو شکر عالم دوبارہ نیست "تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کی فوجوں میں کسی قسم کا اخلاقی انضباط پایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی فوجیں مار دھاڑ کے فنون میں تو انتہائی کمال کے درجہ تک پہنچ جاتی ہیں، لیکن طہارت، اخلاق کے نقطہ نظر سے بستی کی اس حد تک گری ہوئی ہوتی ہیں جس کا مشکل ہی سے کوئی انسان تصور کر سکتا ہے۔ انھیں کھانے کے لیے دل کھول کر راشن دیا جاتا ہے، پیسے کے لیے خم شراب کا منہ ہر نیست کھلا رکھا جاتا ہے، خرچ کرنے کے لیے پیسے بھی کافی دے دیے جاتے ہیں، پھر سائڈز کی طرح انھیں جھجھکا دیا جاتا ہے کہ اپنی خواہشات نفس جہاں اور جس طرح چاہیں پوری کرتے پھریں۔ حکومتیں خود بھی ان کے لیے قجر خانے تیار رکھتی ہیں، قوم کی لڑکیوں میں بھی یہ جذبہ پیدا کیا جاتا ہے کہ وہ ملک و قوم کے لیے لڑنے والے سپاہیوں کی خاطر اپنے جسم رضا کا راز طور پر پیش کرنے کو قومی ایثار اور سرمایہ فخر سمجھیں اور اس پر بھی جب ان انسانی نزوں کے بھر کے ہوئے جذبات ٹھنڈے نہیں ہو سکتے تو ان کو پوری آزادی حاصل ہوتی ہے کہ انسانی نگہ میں جہاں بھی ادا نہیں ان کو نظر آئیں "ان سے "بزور" یا "بزر" ان کے جسم خرید لیں یا چھین لیں۔ اس طرح جن فوجوں کو ہلا گیا ہو، خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ جب وہ دشمنوں کے مالک میں فاتحانہ داخل ہوتی ہوں گی تو وہاں ان کی شہوانی ضروریات کتنی بڑھ جاتی ہوں گی اور کس قیامت خیز صورت میں وہ پوری کی جاتی ہوں گی!

اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ ایسی فوجوں کے مسائل اور ان کی ضروریات کا حل اسلام کیسے بنا سکتا ہے۔ انھیں مغرب ہی کے مادہ پرستانہ اخلاق نے پیدا کیا ہے اور ان کے شرمناک مسائل کا حل بھی وہی پیش کر سکتا ہے۔ اسلام جن فوجوں کو تیار کرتا ہے وہ سیاسی و معاشی جغرافیہ کے اوراق بجاڑنے اور جوڑنے کے لیے تیار نہیں کی جاتیں، بلکہ صرف اس لیے تیار کی جاتی ہیں کہ دنیا اگر خدا کی اطاعت سے پھری ہوئی ہو اور دعوت و تبلیغ سے راہ راست پر نہ آئے تو اسے بزور شمشیر اتلبے زور کر دیا جائے کہ وہ کم از کم فتنہ و فساد سے توبہ آجائے۔ اس متعین مقصد کے لیے جو فوجیں جہاد کرتی ہیں، ان کا جہاد فی سبیل اللہ نہیں بلکہ فی سبیل اللہ ہوتا ہے اور وہ میدان جنگ میں بھی اسی جذبہ عبادت کے ساتھ جاتی ہیں جس کے ساتھ وہ صحنہ مجاہدین قدم رکھتی ہیں۔ پھر اس میدان میں ان کو اتارنے سے پہلے تزکیہ نفس اور تطہیر اخلاق کے ایک پورے کورس سے انھیں گذارا جاتا ہے۔ انھیں خدا سے پھرے ہوئے لوگوں کی سرکوبی کا کام سکھانے کے ساتھ یہ بھی سکھایا جاتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو، اگر خدا سے پھرا ہوا ہو، کس طرح زیر کریں اور دوسروں کو احکام الہی کا مطیع بنانے سے پہلے خود اپنے آپ کو کس طرح مطیع بنائیں۔ انھیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ میدان جنگ میں قدم قدم پر خدا کو یاد کرتے ہوئے بڑھیں، عین لڑائی کی حالت تک میں نماز اپنے وقت پر ادا کریں اور وہ ان کے گھوڑے یا ٹینک کی پشت پر گزریں تو راتیں صلی پر۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی تربیت یافتہ فوج جو ایک پاکیزہ اخلاقی مقصد کے لیے لڑے اور اپنے عقیدہ کے مطابق زمانہ جنگ کو زمانہ عبادت سمجھتی ہوئی رقبہ جنگ میں رہے، اس کی شہوانی ضروریات بھی موجودہ فوجوں کی ضروریات جیسی نہیں ہو سکتیں اور نہ وہ اپنی ان ضروریات کو پورا کرنے میں ان فوجوں کی طرح آزادی کی خواہشمند ہو سکتی ہے۔

اگرچہ بعض روایات کے مطابق زمانہ جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متو کو جائز رکھا تھا (جسے عرب میں پہلے جائز سمجھا جاتا تھا، لیکن یہ بات ثابت ہے کہ بہت جلد ہی آپ نے اس کو منوع قرار دے دیا۔ اس میں شک نہیں کہ زمانہ جنگ میں پکڑی ہوئی کیزوں کو

استعمال کرنے کی اجازت اسلام میں دی گئی ہے، لیکن وہ بھی صرف اس صورت میں ہے جبکہ امام وقت اس کو سپاہیوں میں تقسیم کر کے انہیں سپاہیوں کی ملک قرار دے دے، تاکہ ایک سپاہی کا تعلق جن کینز یا جن کینزوں سے ہو، انہیں تک اس کا تعلق شہوانی حدود رہے اور دوسرے کسی شخص کے لیے ان کے ساتھ یہ تعلق جائز نہ ہو، نیز حکومت کے توسط سے قانونی طور پر یہ تعلق قائم ہونے کے بعد سرکاری میں یہ بات معلوم و معروف رہے کہ یہ خاص عورت فلاں خاص مرد کی ہے (یعنی وہی فائدہ جو نکاح کا ہے) اس سے یہ امر بالکل واضح ہوتا ہے کہ اسلام حالت جنگ میں اپنی فوجوں کی شہوانی ضروریات پوری کرنے کے لیے اخلاقی قیود میں ذرہ برابر بھی کوئی ڈھیل پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس وہ چاہتا ہے کہ جائز تعلق شہوانی کے مواقع میرانے تک وہ ضبط نفس سے کام لیں، خواہ یہ موقع میرانے میں کتنے برس لگ جائیں۔ البتہ حدیث کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی کمزوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے حکومت کا فرض یہ دیکھنا بھی ہے کہ اس کے سپاہی زیادہ مدت تک اپنی عورتوں سے علاحدہ رہنے اور اسی طرح ان کی عورتیں اپنے مردوں سے جدا رہنے کی بنا پر کسی بد اخلاقی میں مبتلا نہ ہونے پائیں۔ یہی غرض تھی جس کی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

حُرْمَتُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ
بِأَدِينِ الْيُودِ يَحْتَجُّ رَهْنَةً دَائِلَةً مَرْدُونَ كَيْ يَأْتِيَ مَا دُونَ ذَلِكَ
حکومت امماتھم
اور یہ کہ:-

مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنْ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيُخَوِّنُهُ فَيُهْمُّ الْكَافُوفُ لَهُ
يُوهِدُ الْقِيَامَةَ فَيَاْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ - فَخَاطَبْتُهُمْ
اور یہی غرض تھی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے ایک باہر کی بیوی کو اس کے فراق میں شدت فائدہ اشار گاتے ہوئے سن کر یہ حکم دیا تھا کہ سپاہیوں کو اتنی زیادہ طویل مدت تک ان کی بیویوں سے جدا نہ رکھا جائے جس میں ان کے بد اخلاقی سے لوٹ ہو جانے کا احتمال ہو۔ بالفاظ دیگر فوج میں رخصت (اکسٹم اسلامی حکومت میں زیادہ تر اسی غرض کے لیے جاری کیا گیا تھا۔

آپ کا یہ سوال کہ کینزوں کے استعمال کی اجازت کیا قہر گری؟
سنی رکھتا ہے کہ آپ یا تو قہر گری کے معنی سے ذہول برت رہے ہیں، یا کینزوں سے تمتع کی صحیح حیثیت آپ کے سامنے نہیں ہے۔ قہر گری وہ اصل اس چیز کو کہتے ہیں کہ ایک مرد کسی عورت کا جسم کرایہ پر مستعار حاصل کرے۔ اور شوقیہ قہر گری یہ ہے کہ کسی متعین کرایہ کے بغیر دچاہے بیویوں اور تحفوں کی مقدار مارکیٹ ریٹ سے بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہو) یہ مستعار تعلق قائم ہو۔ لیکن کینز کے ساتھ تمتع سرے سے مستعار ہوتا ہی نہیں، بلکہ جب تک وہ کینز اس شخص کی ملکیت میں ہے، وہ ایسا ہی ایک مستقل تعلق ہے جیسا زوجین میں ہوا کرتا ہے اور اس کے ذروئے قانون اولاد کا نسب اسی طرح ثابت ہوتا ہے جس طرح نکاح سے ثابت ہوتا ہے۔

المہدی کی علامات اور نظام دین میں اسکی حمیت

سوال:- غور و مہدی کے متعلق آپ نے رسالہ تجدید احیائے دین میں جو کچھ لکھا ہے اس میں اخلاقیات کا ایک پلویہ ہے